محترمہ ثریا بتول سپر کیلانی

عائلی زندگی اور مسلمان بیوی کے فرائض

تہذیب و تمدن کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لیے دونوں پہیوں کا مفید اور کارآمد ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی بھی پہیے کو بیکار یا عضوِ معطّل سمجھ کر اس کو نظر انداز کر دیا گیا تو تمدن صحیح نقوش پر جادۂ ترقی کی طرف گامزن نہ ہو سکے گا۔ بعض معاشروں اور بعض مذاہب میں عورت کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اسے مردوں کا ضمیمہ سمجھ کر ان کی تعلیم و تربیت کی طرف سے اغماض برتا گیا، بلکہ اسے محض مردوں کو بہلانے پھسلانے کا ذریعہ اور بقائے نسل کا ایک وسیلہ سمجھنے پر قناعت کی گئی۔ اس کے برعکس جدید مغربی معاشرے میں عورتوں کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا گیا۔ ان کی اس طرح سے تعلیم و تربیت کی گئی کہ وہ جسمانی حیثیت سے تو مؤنث ہیں مگر ذہنی اور دماغی حیثیت سے مرد۔ جو تمدن اور معاشرت میں مرد ہی کی طرح مردوں والے کام انجام دے۔ اس طرح مغربی تہذیب کی پروردہ عورت مردانہ کام کرنے میں اور مردانہ لباس و مردانہ روش اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے، جب کہ اس کو خالص نسوانی ذمہ داریوں یعنی شوہر کی خدمت، پرورشِ اطفال اور امورِ خانہ داری انجام دینے میں ہتک محسوس ہوتی ہے۔

دینِ اسلام کا کمال اور اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس نے عورت کو عورت رکھ کر اس کی نسوانیت کے شرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے صحیح مرتبہ و مقام عطا کیا۔ اسے تمدن و معاشرت میں فطری مقام عطا کیا۔ خالص زنانہ کاموں میں یعنی خدمتِ شوہر، تربیتِ اطفال اور امورِ خانہ داری کو عورت کے لیے باعثِ فخر اور تہذیب و تمدن کی ترقی کے لیے اہم اور مفید قرار دیا جس طرح مرد کے لیے عزت و شرف اس بات میں ہے کہ وہ مرد رہے اور مردانہ خدمات انجام دے اسی طرح عورت کے لیے عزت و شرف، ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ عورت رہے اور نسوانی خدمات انجام دے۔ یہی عورت کا فطری دائرہ عمل ہے اور اسلام جو دینِ فطرت ہے، اس کی خصوصیت اسی میں ہے کہ عورت کو اس کے فطری دائرہ عمل میں رکھ کر اسے پورے

انسانی حقوق دے۔ اس کی صحیح تعلیم و تربیت کرے، اسے عزت و شرف عطا کرے۔ اس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو پروان چڑھلئے اور اسی دائرہ کار کے اندر اُس کے لیے کامیابیوں اور ترقیوں کے دروازے کھولے۔

جاہلی معاشروں کا نکاح سے گریز

ظہورِ اسلام سے قبل تمام مذاہب میں زوجین کے تعلق کو روحانی ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ بدھ مت، جین مت، ویدانت، جوگی اور سادھو سب کے سب اسی نظریہ کے پابند تھے۔ عیسائیت کے پیرو بھی عورت سے بےتعلق رہنا ہی روحانی کمال کا ذریعہ سمجھتے تھے، مگر اسلام نے اس جاہلی تصوّر کو ختم کر کے یہ انقلابی تصوّر دیا کہ رشتۂ نکاح روحانی ترقّی کے حصول میں ممد و معاون ہے۔ اسی سے انسان کی عفت وعصمت اور اخلاق کا تحفظ ہوتا ہے۔ یہ انفرادی تہذیبِ نفس اور تہذیبِ معاشرہ ہر دو کے لیے ضروری ہے، بلکہ نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیک وقت نو ازواجِ مطہرات کو عقدِ زوجیت میں لا کر عملی طور پر ثابت کر دیا کہ اہلی زندگی اور روحانی ترقی دونوں چیزیں متضاد نہیں اور ایک شخص گھر کی اتنی مصروف زندگی میں گھر کر بھی سید الرسلؐ اور افضل البشر کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے ـــ آپؐ کا ارشاد ہے:

"حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" (نسائی)

"دنیا کی چیزوں میں سے میرے دل میں عورت اور خوشبو کی محبت ڈال دی گئی ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بنایا گیا"

آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی نے سب سے پہلے دنیا میں اعلان فرمایا:

"خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا" (النساء: ١)

"اللہ نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا"

پھر رشتۂ زوجیت کا مقصد اور افادیت ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی:

"وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً" (ال...

"اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے خود تمہی میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرسکو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی ہے۔"

نکاح باعثِ راحت وسکون ہے

کیوں نہ ہو اسی سے زندگی کے خاکے میں رنگ بھرتا ہے اور تمدن چلا پاتا ہے! سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۷ میں ارشاد ہوا:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۔"

"عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

گویا اللہ نے انسان کو رشتۂ زوجیت میں منسلک کرنے کا جو اعلیٰ وارفع مقصد بتایا ہے وہ یہ کہ عورت اور مرد کا تعلق محض شہوانی نوعیت کا نہ ہو، بلکہ محبت اور سکون والنس کا تعلق ہو۔ وہ ایک دوسرے کے رازدار اور شریک غم والم ہوں، اور ان کے درمیان وہ رفاقت اور باہمی وابستگی ہو جو لباس اور جسم میں ہو [illegible] کہ یہ روحانی وقلبی تعلق ہی صالح تمدن اور مستحکم معاشرہ کا سنگِ بنیاد ہے۔

نکاح سُنّتِ نبویؐ ہے

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ۔" (بخاری، کتاب النکاح)

"خدا کی قسم میں اللہ سے ڈرنے اور اس کی ناراضگی سے بچنے میں تم سب سے بڑھ کر ہوں، لیکن میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور رات کو سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، تو جو کوئی میرے طریقہ سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔"

نکاح سب رسولوں کی سنّت ہے

فرمانِ الٰہی ہے:

"وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۔" (سورۃ الرعد: ۳۸)

"ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسولؑ بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے

بھی دیے۔"
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے شوہر کو بتایا کہ نیک بیوی تیرے لیے دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے:

"خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔" (نسائی۔ کتاب النکاح)

"دُنیا کی بہترین نعمتوں میں سے بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔"

"لَیْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْیَا شَیْئٌ اَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ۔"
(ابنِ ماجہ)

"دنیا کی بہترین نعمتوں میں سے کوئی چیز نیک بیوی سے بہتر نہیں ہے۔"

ایک حدیث نبویؐ میں نکاح کو آدھا دین قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ۔" (مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

"بندہ نے جب شادی کر لی تو اُس نے نصف دین پورا کر لیا۔ اب باقی نصف دین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔"

نکاح اور تحفظِ عفت

غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ گناہوں کے بڑے حصے کا تعلق جنسی میلانات و شہوات ہی سے ہے۔ شرعی اور آئینی حدود میں اپنے آپ کو پابند کر لینے کے بعد اپنی استطاعت کی حد تک تو بے راہ روی کے خطرات کم ہو جاتے ہیں:

"مَنْ اَرَادَ اَنْ یَلْقَی اللّٰہَ طَاھِرًا مُّطَھَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ۔"
(مشکوٰۃ: کتاب النکاح)

"جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پاک صاف ہو کر ملاقات کرے اس کو شریف عورتوں سے شادی کرنا چاہیے۔"

نکاح اور افزائشِ نسل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تزوّجوا الودود الولود فانّی مکاثرٌ بکم الامم۔" (مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

"خوب محبت کرنے والی اور بکثرت بچے جننے والی عورت سے شادی کرو

اس لیے کہ میں تمہاری کثرت سے دیگر اُمتوں پر فخر کروں گا۔"

اس حدیث میں ارشاد ہوا کہ نکاح کرو تاکہ میری اُمت کی تعداد زیادہ ہو۔ ضمناً یہ بھی حکم ہے کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو محبت والفت رکھنے والی ہو۔ کیونکہ معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے کی یہی تدبیر ہے۔ میاں بیوی میں محبت والفت ہی میں سارے خاندان کی مسرت اور فرحت کا راز پوشیدہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں نکاح پر غیر معمولی زور دیا گیا ہے اور شادی نہ کرنے کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ مقصد ایک ہی ہے کہ جنسی میلان کو جائز حدود میں رکھ کر افزائش نسل کا ذریعہ بھی بنایا جائے اور عفت و ناموس کے گراں قدر سرمایہ کی حفاظت بھی اس طریقے سے ہوتی رہے۔ اور افرادِ معاشرہ اپنے اپنے گھروں میں سکون اور محبت و الفت سے بھی بہرہ مند ہوتے ہیں۔

شادی نہ کرنے کی مذمت

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی عکاف بن بشیر تمیمی ایک دن بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کیا تمہاری بیوی ہے؟ بولے "نہیں" آپؐ نے دریافت فرمایا "کیا لونڈی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں" یہ جواب سن کر آپؐ نے فرمایا خوشحال بھی ہو اور صلاحیت بھی رکھتے ہو، پھر شادی سے گریز کیوں۔ تب تو تم شیطان کے بھائی ہو (اذا انت من اخوان الشّیاطین) اور پھر نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی شادی کرادی۔

نکاح موجب خیر و برکت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص افلاس کے ڈر سے شادی نہ کرے، وہ ہمارے طریقہ پر نہیں"۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے ان لوگوں کے بارے میں جو معاشی خطرات محسوس کر کے نکاح سے بچنا چاہتے تھے:

"اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ"۔

(النّور: ۳۲)

"اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسیع خزانوں والا اور جاننے والا ہے"۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے :

"التمسوا الرّزق بالنّکاح ۔" (مدارک)

"نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو ۔"

ایک شخص آپؐ کے پاس فقر کی شکایت لے کر آیا تو آپؐ نے اس کو نکاح کرنے کا حکم صادر فرمایا (اسلامی دستورِ حیات ۔ غلام احمد حریری) مراد یہ ہے کہ اپنے حال پر قیاس کر کے مستقبل کے بارے میں فکرمند نہ ہو، اللہ پر توکّل کرتے ہوئے نکاح کرلے ۔ بیوی اور بچّوں کے نان نفقہ کا سامان اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا ۔ انسان اپنی ذمہّ داری کو محسوس کرتے ہوئے رزق کے نت نئے وسائل تلاش کرتا اور اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے کوشاں رہتا ہے کبھی بیوی کی شرکت سے خیر و برکت بڑھ جاتی ہے، کبھی بیوی کا خاندان جائز ذریعۂ معاش کا بندوبست کر دیتا ہے، اور کبھی اسی طرح کا کوئی سامان اللہ فراہم کر دیتا ہے ۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "تین لوگوں کی مدد کرنا اللہ پر لازم ہے ۔ ایک وہ مکاتب جو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ دوسرا نکاح کرنے والا جو عفت و پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہے اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ۔" (مشکوٰۃ ، کتاب النّکاح)

مجبوری کی حالت میں عفّت کی تاکید

بالفرض بہت ہی تنگ دستی کی وجہ سے کوئی نکاح نہ کر سکے تو اسے پاکدامن رہنے کی بہت تاکید کی گئی ہے ۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

"وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ" (النّور ۳۳)

"ایسے لوگ جو نکاح کی استعداد نہیں رکھتے وہ ضبط کریں، حتیٰ کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے ۔"

اور آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس ضبط کی عملی شکل یہ قرار دی ہے کہ وہ بکثرت روزہ رکھے :

"ومن لم یستطع فعلیہ بالصّوم فإنّہ لہ وِجَاءٌ ۔" (مشکوٰۃ کتاب النّکاح)

"جو شخص نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر روزہ لازم ہے کہ وہ شہوت کو ختم کرتا ہے ۔"

چنانچہ کتبِ احادیث میں متعدد صحابہ کرامؓ کے واقعات ملتے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید پر روزہ رکھ کر اپنے آپ کو پاکدامن رکھا۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے شادی کا سامان فراہم کر دیا تو پھر شادی کر لی۔

گھریلو نظم میں مرد اور عورت کے اختیارات

اسلام نے قانونِ فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورے توازن کے ساتھ میاں بیوی کے حقوق متعین کر دیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (البقرۃ : ۲۲۸)

"عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ہیں۔"

مگر انتظامی اعتبار سے یہ مساوات مشکل تھی جس طرح ایک مملکت میں دو بادشاہ حکمران نہیں رہ سکتے، کسی تعلیمی ادارہ یا فیکٹری میں دو منیجر یا پرنسپل نہیں رہ سکتے، اس طرح گھر کی محدود ریاست میں میاں بیوی دونوں حاکم نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو گھر کا ادارہ درہم برہم ہو جاتا اور خانگی نظام تہ و بالا ہو جاتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے گھر میں انتظامی امور کی ذمہ داری مرد کو بخشی:

"لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔" البقرۃ : ۲۲۸)

"مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔"

دوسری آیت میں مرد کی فوقیت کی وجہ بھی بتادی:

"اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔" (النساء : ۳۴)

"مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ وہ ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔"

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی:

"الرّجل راعٍ علی اھلہٖ وھو مسئولٌ عنہ۔" (بخاری و مسلم)

"مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمران ہے اور اپنی رعیت میں اپنے عمل پر جوابدہ ہے۔"

مرد کا گھریلو نظم میں درجہ برتر کیوں ہے؟

مرد کی قوامیت (یا صدارت) کی وجہ بھی مندرجہ بالا آیت میں

بیان کردی گئی ہے کہ مرد کو علم و عقل میں فضیلت اور طاقت و قوت میں زیادتی عطا کی گئی ہے۔ پھر وہ عورت کو مہر، نان نفقہ وغیرہ کے راستے سے مالی طور پر بھی سہارا دیتے ہیں، اس لیے مرد کو زوجین میں سے صدر اور قوّام بنایا گیا ہے۔ دراصل مرد بہت سی خداداد قابلیتوں کی وجہ سے عورت پر فائق ہے۔ خود عورت پر زندگی میں کچھ ایسا زمانہ بھی گزرتا ہے (حمل و رضاعت کا اور حیض و نفاس کا) جب وہ عملاً بیکار اور دوسرے کی مدد و اعانت کی محتاج رہتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ مرد کی قوامیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

> "ضروری ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کا قوام بنایا جائے۔ اور فطرت کا تقاضا ہے کہ عورت پر مرد کو غلبہ حاصل ہو۔ اس لیے کہ مرد عقل میں کامل، سیاست میں ماہر، حمایت میں مضبوط اور ننگ و عار کو دُور کرنے کی صلاحیت کا مالک ہے۔ اور اس حیثیت سے بھی مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے کہ مرد عورت کو کھانا، لباس اور گھر مہیا کرتا ہے۔"

(حجۃ اللہ البالغۃ۔ حقوق الزوجیۃ۔ جلد ۲ ص۱۳۶)

جدید تحقیق سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ عورت کے اعصاب مرد کے مقابلے میں کمزور اور عورت کا دماغ مرد کے مقابلے میں چھوٹا اور ناقص ہوتا ہے۔ اعصاب کمزور ہونے کی وجہ سے جسمانی طاقت اور صبر و تحمّل میں مرد سے کہیں کم ہے تو دماغ چھوٹا ہونے کی وجہ سے عقل و شعور میں مرد سے کم ہے۔ علاّمہ فرید وجدی اپنی کتاب "المرأۃ المسلمۃ" میں مشہور نیشنلسٹ فلاسفر علاّمہ پروڈن کے اقتباس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو وہ اپنی کتاب "ابتکار النظام" میں لکھتا ہے:

> "عورت کا وجدان مرد کے مقابلہ میں اسی قدر ضعیف ہے، جس قدر اس کی عقلی قوت مرد کی عقلی قوت کے مقابلہ میں ضعیف نظر آتی ہے! اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کے اخلاق سے بالکل مختلف ہے اور ایک دوسری قسم کی طبیعت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس چیز کے حُسن و قبح کے متعلق وہ رائے قائم رکھتی ہے وہ مردوں کی رائے کے مطابق نہیں ہوتی۔ پس مرد اور عورت میں یہ فرق کوئی عارضی امر نہیں ہے بلکہ عورت کی طبعی خاصیت پر بنی ہے۔"

اس قول کو نقل کر کے علاّمہ فرید وجدی لکھتے ہیں:

"حواسِ خمسہ جن پر انسان کی عقلی اور دماغی نشو و نما کا دار و مدار ہے، ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ نیکولکس اور علامہ بیلی نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے حواسِ خمسہ مرد کے حواسِ خمسہ سے ضعیف تر ہیں۔"

پھر آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں :

"علم سایئکالوجی نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے دماغ اور مرد کے دماغ میں مادۃً اور شکلاً سخت اختلاف ہے۔ مرد کے دماغ کے وزن کا اوسط عورت کے دماغ سے سو گرام زیادہ ہے۔" (مسلمان عورت۔ ص ۲۹)

زوجین کا باہمی تعلق

مگر اس کے باوجود کہ مرد گھر کا سربراہ ہے، اسلام نے اسے بیوی سے فیاضی، مروت اور حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ کہیں وہ اس حق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ظلم نہ کرنے لگ جائے کہ عملاً دونوں میں حاکم اور محکوم یا آقا اور لونڈی کا تعلق بن جائے۔

خواتین سے حسنِ سلوک کی تاکید

قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے :

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔" (النساء : ۱۹)

"ان عورتوں کے ساتھ حسن و خوبی سے گزر بسر کرو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ ایک چیز تم کو ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں کوئی بڑی بھلائی رکھ دے۔"

یہ ایک جامع حکم ہے عائلی زندگی کی خوشگواری کے لیے کہ بسا اوقات میاں بیوی میں آپس میں کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت شیطان کو بہکانے کا موقع خوب ہاتھ آ جاتا ہے تو ہدایت کی گئی کہ اگر مردوں کو اپنی بیویاں ناپسند ہوں اور طبیعت کے تقاضے کے خلاف ہوں تو ایسے وقت جذبات کی جگہ عقل سے کام لینا چاہیے اور ناگواری کو برداشت کرنا چاہیے، اس لیے کہ اگر ان کے بعض پہلو مرد کو ناپسند ہیں تو ان میں یقیناً بعض ایسی خوبیاں بھی ہوں گی جو اس مرد کے لیے دین اور دنیا دونوں میں موجبِ خیر و برکت ہوں۔ مزید ارشادِ ربانی ہے :

"وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ" (البقرۃ: ۲۳۷)

"آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھول جاؤ"

پھر اللہ تعالیٰ نے "هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" (البقرہ: ۱۸۷) فرماکر مزید وضاحت فرادی کہ زوجین کا آپس کا تعلق تو اتنا گہرا ہے جتنا لباس کا جسم سے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں، ایک دوسرے کے لیے باعثِ خوبصورتی، ایک دوسرے کی کوتاہیوں اور خامیوں کی تکمیل کرنے والے۔ ایک دوسرے کو عفت اور عصمت مہیا کرنے والے، باہم ایک دوسرے کے اخلاق کو مکمل کرنے والے، شریکِ غم والم، رازدار اور ایک دوسرے کے وفادار، پھر یہ کیا بات ہوئی کہ چھوٹی چھوٹی بات پر ملول ہو گئے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑے۔ عورت نازک مزاج ہے تو اس کی نازک مزاجی کی رعایت کرتے ہوئے اسے برداشت کرے۔ اس کی نفسیات کا خیال رکھے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّهٗ اَعْوَجُ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اعلاہ فان ذهبتَ تُقِيمُهٗ كَسَّرْتَهٗ وان تركته لم يزل اعوج فاستوصوا بالنسآءِ" (بخاری ومسلم)

"عورت کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ پس عورتوں کے متعلق وصیّت قبول کرو۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ٹیڑھا پن عورت کی سرشت میں داخل ہے محبت، نرمی سے اس کی مناسب حد تک اصلاح ہو سکتی ہے، مگر اس کو بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف عورت رفیقِ زندگی ہے، اس سے بے نیاز بھی نہیں رہا جا سکتا، اس لیے جس کسی نے اس کو بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کی تو نتیجہ طلاق اور جدائی تک ہی پہنچ کر رہے گا۔

ایک دفعہ دورانِ سفر ساربان اونٹ کو تیزی سے چلا رہا تھا اور اس پر آپؐ کی ایک زوجہ محترمہ تشریف فرما تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ذرا دھیان سے یہ آبگینے ہیں۔

اس طرح آپؐ نے عورت کو آبگینہ کے لفظ سے تشبیہ دے کر عورت کی نزاکت کی طرف توجہ دلائی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عورت کی یہ نازک مزاجی نسوانیت کے لیے عیب نہیں، بلکہ اس کا حسن ہے۔ اس لیے تاکید ہے کہ عورت سے جو کچھ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، فطرت پر قائم رکھ کر ہی اٹھایا جاسکتا ہے۔ مردوں کی طرح سیدھا اور سخت بنانا اس کو توڑنے کے مترادف ہے۔

خواتین سے حُسنِ سلوک نگاہِ نبویؐ میں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو، اور خود مَیں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔"

"ان اکمل المؤمنین ایماناً احسنھم خُلقاً والطفھم باھلہٖ"

(مشکوٰۃ عن ترمذی)

"کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال کے لیے نرم خُو ہو۔"

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک وضاحت کر رہا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں کے حق میں سراپا محبت وشفقت ہونا چاہیے اور جائز امور میں ان کی دلداری اور دلجوئی کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل نہیں، حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو بیوی سے دائمی رفاقت کے دوران صبر وتحمل سے کام لینے والا اور محبت وشفقت رکھنے والا ثابت ہو۔

ازواجِ مطہراتؓ سے نبی کریمؐ کا برتاؤ

خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی وہی تھی جس کا آپؐ دوسروں کو درس دیا کرتے تھے، چنانچہ ازواجِ مطہراتؓ سے آپؐ کا حسنِ سلوک مثالی رہا۔ حضرت خدیجہؓ کو آپؐ وفات کے بعد بکثرت یاد فرماتے یہی نہیں بلکہ ان کی جو سہیلیاں زندہ تھیں، ان سے بھی حُسنِ سلوک فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے "حضرت خدیجہؓ کو چھوڑ کر مجھے آپؐ کی کسی اور بیوی پر رشک نہیں آیا۔ گو میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ کے بکثرت ذکر کرتے رہنے کی وجہ سے وہ میرے لیے اجنبی نہ رہی تھیں۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جب بکری ذبح ہوتی تو آپؐ کو حضرت خدیجہؓ یاد آجاتیں اور آپؐ گوشت کا ایک حصہ ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرما دیتے۔" (مشکوٰۃ)

(جاری ہے)